احسن العقائد

اصول دین
توحید
عدل
نبوت
امامت
معاد

شرح باب حادی عشر

تصنیف

سرکار علامہ حلّی علیہ الرحمۃ

شارح

علامہ فاضل مقداد علیہ الرحمۃ

ناشر
رحمت اللہ بک ایجنسی
بالمقابل نیا امام باڑہ، کھارادر، کراچی ۷۴۰۰۰
فون ۲۴۳۱۵۷۷

سید ذوالفقار علی شاہ

احسن العقائد

اردو ترجمہ

شرح باب حادی عشر

تصنیف

سرکار علامہ حلی علیہ الرحمۃ

شارح

علامہ فاضل مقداد علیہ الرحمۃ

ترجمہ و تشریح

علامہ السید محمد قاسم صاحب قبلہ زیدی مدظلہ العالی

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام باڑہ، کھارادر، کراچی ۷۴۰۰۰

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ — ان کا راستہ کہ جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں

یعنی اے انسان صراطِ مستقیم رضائے حق و اعمالِ صالحہ کو خود معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ صراطِ مستقیم کو جانے ان بندوں سے معلوم کرو جن پر ہماری مخصوص نعمتیں ہیں۔ اگر صراطِ مستقیم کا معلوم کرنا انسان کے بس کی بات ہوتی تو صراطَ الذین انعمت علیہم فرمانے کی ضرورت نہ ہوتی بلکہ سورہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پر ختم ہو جاتا۔

پس نبی نوعِ انسان جس شخص کی بابت تحصیل کمالِ نوعِ انسانی و انتشارِ کمالِ نوعِ انسانی میں محتاج ہیں، اسی شخص کو ہم نبی یا امام کہتے ہیں۔

نبوت و امامت کمالاتِ اکتسابیہ کے ذریعہ حاصل نہیں ہو سکتی

نبوت و امامت من جانب اللہ ہوتی ہے۔ ان کی غرض و غایت معلوم کرنے کے لیے ہمیں قرآن مجید کو دیکھنا ہوگا۔ غرض و غایت معلوم ہو جانے کے بعد واضح ہو جائے گا کہ نبوت و امامت کا مستحق کون ہے۔

قرآن مجید سورۂ نساء رکوع ۹ میں ارشاد ہوتا ہے:۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا — ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا لیکن اس

لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ — لیے کہ باذنِ خدا اس کی اطاعت کی جائے

رسول مطاع ہونے میں ماذون من اللہ ہے۔

آیت مذکورہ میں باری تعالیٰ نے بعثتِ رسول کی غرض صرف یہ قرار دی ہے کہ رسول کی اطاعت کی جائے۔ یہ امر بھی واضح ہے کہ جو غرض بعثتِ رسول کی ہے وہی غرض نصبِ امام کی

ہے۔ اس لیے کہ امر نبی کا تمام مقام ہوتا ہے۔

اطاعت کی دو قسمیں ہیں (۱) اطاعت غیر واقعیہ (۲) اطاعت واقعیہ

اطاعت غیر واقعیہ وہ اطاعت ہے جو کسی دباؤ یا لالچ کی وجہ سے ہو

اطاعت واقعیہ وہ اطاعت ہے کہ جو کسی دباؤ یا لالچ کی وجہ سے نہ ہو

ان دونوں اطاعتوں میں فرق یہ ہے کہ اطاعت غیر واقعیہ میں جسم جھک جاتا ہے۔ لیکن نفس نہیں جھکتا۔ اور اطاعت واقعیہ میں نفس جھکتا ہے ـــــ شخص کامل کی اطاعت واقعیہ کرتا ہے۔ انبیاء و ائمہ کی اطاعت غیر واقعیہ نہیں ہو سکتی اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ	دین میں کوئی جبر و اکراہ نہیں ہے
مَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ	جس کا دل چاہے ایمان لے آئے اور
فَلْيَكْفُرْ	جس کا دل چاہے کفر اختیار کرلے

انبیاء و ائمہ علیہم السلام کی اطاعت، اطاعت واقعیہ ہوتی ہے۔ اس لیے نبی و امام کو تمام کمالات میں امت سے افضل ہونا چاہیے۔ اگر افضل نہ ہو گا تو نبی نبی نہ رہے گا اور امام امام نہ رہے گا۔ اس لیے کہ اگر امت میں کوئی شخص کسی کمال یا صفت میں نبی یا امام سے زیادہ یا مساوی ہو گا تو اطاعت ختم ہو جائے گی جب اطاعت ختم ہوئی تو نبوت و امامت بھی ختم کیوں کہ نبوت و امامت کی غرض اطاعت ہی تھی۔

اگر نبی کو نبوت اور امام کو امامت کمالات اکتسابیہ کی وجہ سے مل سکتی ہے، تو اس پر کیا دلیل ہے کہ جن کمالات کی وجہ سے نبی کو نبوت اور امام کو امامت ملی ہے۔ ان کمالات کو امت میں سے کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔ جس طریقے سے نبی یا امام نے یہ کمالات حاصل کیے ہیں، ہو سکتا ہے کہ امتیوں سے بھی کوئی شخص ان کمالات کو حاصل کرلے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی امتی ان کمالات

میں نبی یا امام سے بڑھ جائے۔ اس صورت میں امامت ختم ہو جاتی ہے۔ اور نبی نبی نہیں رہتا اور امام امام نہیں رہتا۔ پس تسلیم کرنا پڑے گا کہ جن کمالات کی وجہ سے نبی کو نبوت اور امام کو امامت عنایت ہوتی ہے وہ کمالات وہبیہ ہوتے ہیں اکتسابیہ نہیں ہوتے۔ افراد امت کے کمالات اکتسابیہ ہوتے ہیں۔ اسی لیے کوئی امتی کمالات و فضائل میں نبی یا امام کے مساوی نہیں ہو سکتا۔

اسی مقام سے یہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ نوع انسانی کے وہ افراد جن کے کمالات اکتسابیہ ہیں ان میں سے نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ امام۔

عقل انسانی کے درجات

حکماء نے عقل انسانی کے چار درجے قرار دیئے ہیں

پہلا درجہ عقل ہیولانی: اس درجہ میں عقل انسانی تمام تصورات و تصدیقات سے خالی ہوتی ہے۔ اس درجہ میں عقل انسانی میں کوئی معلوم بالفعل نہیں ہوتا بلکہ معلومات کے آنے کی استعداد و صلاحیت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو عقل ہیولانی کہتے ہیں یعنی بالفعل کسی معلوم کے موجود نہ ہونے میں ہیولیٰ سے مشابہ ہے۔ ہیولیٰ میں بھی کوئی شے بالفعل موجود نہیں ہوتی۔

دوسرا درجہ عقل بالملکہ: اس درجہ میں عقل انسانی میں کچھ بدیہیات کا تصور آ جاتا ہے جس کی وجہ سے عقل میں بدیہیات سے نظریات تک پہنچنے کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس ملکہ کی وجہ سے عقل کو عقل بالملکہ کہا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ عقل بالفعل: اس درجہ میں عقل انسانی میں بدیہیات کے ساتھ ساتھ کچھ نظریات بھی آ جاتے ہیں یعنی عقل کے کمالات قوت سے فعلیت کی طرف آ جاتے ہیں جس کی وجہ سے عقل اس درجہ میں عقل بالفعل قرار پاتی ہے۔